سوال: مسیح کے نزول اور رفع الی اللہ کی تشریح:

جواب (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ): ایک دلیل اُنہوں نے یہ قائم فرمائی ہے کہ نَـزَلَ یَـنْـزِلُ کے عربی معنی بلندی سے پستی کی طرف اُترنا ہے، نزولِ مسیح کی جو حدیث ہے اِس میں صاف واضح ہے کہ وہ مجسّم آسمان سے اُترے گا۔

میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ نے 'نَزَلَ' کے لفظ پر پھر غور ہی نہیں فرمایا، قرآن کریم میں نزول کا جو لفظ ہے اُس پر آپ غور کریں تو عقلیں دنگ رہ جائیں گی آپ کی کہ کیوں اس غلط خیال میں مبتلا رہے۔ مثلاً قرآن کریم فرماتا ہے 'ہم نے لوہے کو نازل فرمایا'، لوہا ایک جنس ہے جو زمین سے نکلتی ہے اور قرآن کریم کیا فرماتا ہے' وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ بَعْثٌ شَدِیْدٌ وَ مَنَا فِعُ لِلنَّاسِ (سورۃ الحدید، آیت ۲۵) ہم نے لوہے کو نازل فرمایا، تعجّب کی بات ہے کہ کیا نعوذ باللہ من ذٰلک اللہ تعالیٰ کو عربی نہیں آتی تھی کہ جسم سمیت نہیں اُتارا، زمین سے نکالا اور کہہ دیا کہ ہم نے نازل فرمایا، پھر قرآن کریم فرماتا ہے وَ اَنْـزَلَ لَـکُمْ مِنَ الْاَنْعَامِ ثَمَانِیَۃَ اَزْوَاج (سورۃ الزّمر، آیت ۶) کہ ہم نے دودھ دینے والے جانور یعنی اَنعام کو نازل فرمایا، اب کبھی کسی نے گائے بھینسیں بھی بارش کی طرح اُترتی دیکھی ہیں یا بکریاں نازل ہوتی دیکھی ہیں؟ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے 'نازل فرمایا'، ضرور سچ فرمایا۔ پھر بات آگے بڑھتی ہے اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے 'قَدْ اَنْزَلَ اللّٰـہُ اِلَیْکُمْ ذِکْرًاo رَّسُوْلاً ' (سورۃ الطلاق، آیت ۱۰) 'ہم نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو نازل فرمایا'، تو ان باتوں پر آپ غور کریں تو آپ کو حیرت انگیز مطالب ہاتھ آجائیں گے۔ بجائے اِس کے کہ جسمانی نزول پر حضرت عیسیٰؑ کو اُتارنے کی خاطر زور دیتے رہیں، اگر آپ یہ باتیں کریں گے تو قرآنی مطالب کو ہاتھ سے کھودیں گے۔

اب میں آپ کو بتاتا ہوں تب آپ کو سمجھ آئے گی کہ قرآن کتنی عظیم الشان کتاب ہے اور کتنی حکمت کے الفاظ استعمال کرتی ہے! تمام اجناس جو metals کہلاتی ہیں، اُن میں سب سے زیادہ فائدہ بنی نوع انسان کا لوہے کے ساتھ وابستہ تھا، کوئی دُنیا کا ذی ہوش اِس سے انکار نہیں کرسکتا۔ Metals میں سے سب سے زیادہ فائدہ اگر بنی نوع انسان کو کسی چیز نے پہنچایا ہے تو وہ لوہا تھا۔ اور خدا تعالیٰ لوہے کے متعلق نزول کا لفظ استعمال کر کے یہ بتانا چاہتا ہے کہ یہ جنس ہم نے تمہارے فائدے کے لئے اُتاری اور اِس قسم کی چیزوں میں سب سے زیادہ فائدہ مند یہ چیز ہے۔ جانوروں میں سے سب سے زیادہ فائدہ بنی نوع انسان کو اَنعام سے پہنچا، یعنی دودھ دینے والے جانور چوپائے، جن کا گوشت بھی کھاتے ہیں، جن کے دودھ سے بھی فائدہ اُٹھاتے ہیں، وہ ہل بھی چلاتے ہیں آپ کے لئے اور رزق کا سامان پیدا کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا 'ہم نے انعام کو نازل کیا'۔ اور تمام دنیا کے رسولوں میں سب سے زیادہ فائدہ بلا شبہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات سے بنی نوع انسان کو پہنچا۔ اِس لئے قرآن کریم نے کسی اور رسول کے لئے نزول کا لفظ استعمال نہیں فرمایا، صرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے نزول کا لفظ استعمال فرمایا، اور آپ جانتے ہیں کہ جسمانی طور پر حضورؐ نازل نہیں ہوئے۔ اِس لئے حکمتِ قرآن کو چھوڑ کر جب آپ ظاہر پر پڑیں گے تو چھوٹی سی بحث تو ہم سے کرلیں گے مگر قرآنی مطالب سے آپ عاری ہوجائیں گے۔ قرآن کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اس کے مطالب پر غور کریں، اللہ تعالیٰ آپ کی روحانی ترقی کے سامان پیدا فرمائے گا۔

پس نزول کا محاورہ قرآن نے نبیوں میں سے صرف حضور اکرم ﷺ کے لئے استعمال فرمایا، حضور اکرمؐ نے مسیح ابن مریم کے لئے یہی لفظ استعمال فرمایا، اِس طرف اشارہ کرنے کے لئے کہ تمہارے لئے وہ عظیم الشّان فوائد کا موجب بنے گا اور خدا اُس کے ذریعہ سے اُمّتِ محمّدیہ کے لئے منفعت کا سامان کرے گا۔

(سائل نے اپنے سوال میں کہا تھا کہ اِس میں رحمِ مادر سے پیدائش کا مفہوم پیدا ہو ہی نہیں سکتا، تو حضور نے جواب دیا کہ:) قرآن نے پیدا کر دیا یہ مفہوم تو ہم کیا کرسکتے ہیں! رسول اللہ ﷺ کے متعلق اگر نزول کا لفظ نہ ہوتا تو آپ کہہ سکتے تھے کہ رحمِ مادر سے پیدا ہونے کا مفہوم ہی نہیں ہے، اب حضور اکرم ﷺ کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ رحمِ مادر سے پیدا ہونے کا مفہوم اِس میں پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔

رہا جسم سمیت نزول کا سوال تو پہلے جسم سمیت کوئی چیز چڑھ کر تو دکھائے، پھر نزول کا سوال پیدا ہوگا۔ ہم تو قرآن کریم سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ قرآن کریم نے یہ دعویٰ ہی کہیں نہیں کیا کہ حضرت مسیح کو ہم نے جسم سمیت اُٹھالیا، آپ میں سے بہتوں کہ 'بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ' کی آیت یاد آ رہی ہوگی اِس وقت، میں ابھی آپ کو بتا تا ہوں کہ 'بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ' کا ترجمہ 'جسم سمیت اُٹھانے' کا کرنے کی کسی پہلو سے بھی انسان کو اجازت نہیں ملتی۔

اگر آپ اِس کے معنی سمجھنا چاہتے ہیں، جیسا کہ میں قرآن سے ثابت کرتا ہوں مثالیں دے کر تو اصل متّقی کا کام ہے کہ قرآن کریم کی طرف رجوع کرے اور وہاں سے معلوم کرے کہ یہ لفظ کن معنوں میں قرآن کریم استعمال فرماتا ہے، جب قرآن کی سند مل جائے تو ہر دوسری لغت کی سند اُس کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔

رَفَــعَ کا لفظ، جب اللہ فاعل ہو اور بندے کے لئے استعمال ہو، قرآن کریم میں، تو درجات کی بلندی کے معنوں میں آتا ہے، اُس کا منصب بلند کیا، اُس کو قُربِ الٰہی عطا کیا، اُس کو اپنے قریب کیا۔

مثلاً قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بلعم باعور کا ذکر کرتے ہوئے 'وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ' مفسّرین کہتے ہیں کہ یہ بلعم باعور کے متعلق تھا۔ جس کے متعلق بھی تھا، لفظ رفع کی بحث واضح ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اُس بدقسمت شخص کا، جو بھی اُس کا نام تھا، رفع کرنے کی کوشش کی بلکہ یہ فرماتا ہے کہ 'ہم کر سکتے تھے، اگر ہم چاہتے تو اُس کا رفع فرما دیتے' لیکن وہ بدقسمت زمین کی طرف جھک گیا اور زمین کا کیڑا بن گیا۔ قرآن کریم کے تمام تراجم، دنیا کی جس زبان میں بھی ہوں، اُٹھا کر دیکھ لیجئے، کسی ایک جگہ بھی رفع کا ترجمہ یہ نہیں لکھا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ یہ فرمانا چاہتا ہے کہ ہم نے اُس کو جسم سمیت اُٹھانے کی کوشش کی تھی لیکن وہ ضد کر کے، اپنے بازو چھڑوا کے زمین میں گھُس گیا۔ یہ ترجمہ ہے ہی تمسخر قرآن کریم سے۔ ہر جگہ علماء یہ ترجمہ آپ کو بتاتے ہیں کہ رفع کا مطلب ہے 'اللہ تعالیٰ نے اُس کے درجات بلند کرنے تھے، اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو درجات بلند فرما سکتا تھا'۔ اُس کو جو طاقتیں عطا فرمائیں تھیں، اُن کے ذریعے اُس کو درجات کی بلندی حاصل ہو سکتی تھی، لیکن وہ بد بخت تھا، دنیا کا کیڑا بننا پسند کر گیا، اِس لئے خدا نے اُس کو چھوڑ دیا۔

احادیثِ نبویہ میں بھی بعینہٖ اسی مضمون میں رفع کا لفظ استعمال ہوا، اور جسم سمیت کے معنوں میں ایک جگہ بھی نہیں استعمال ہوا، یہ عجیب بات ہے۔ کوئی ایک مثال نکال کر دکھائیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہو کہ اللہ نے رفع کیا ہے اور مراد جسم سمیت اُٹھانے کی ہو۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں' اِذَا تَـوَاضَـعَ الْـعَبْـدُ رَفَعَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَة' یعنی جب خدا کا بندہ اُس کے حضور جھُکتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کا رفع فرما دیتا ہے، کہاں تک؟ 'اِلَى السَّمَـاءِ السَّابِعَة'، ساتویں آسمان تک۔ مکانی رفع نظر آ رہا ہے دیکھنے میں، ساتویں آسمان پر اُس کو اُٹھا کر لے جاتا ہے۔ دو روایتیں ہیں اِس حدیث کی، دوسری روایت میں ہے کہ 'بِسِلْسِلَةٍ' یعنی زنجیر کے ساتھ اُٹھاتا ہے۔ اب جسمانی رفع کے جتنی بھی مواقع ممکن ہو سکتے ہیں اصل میں سارے اِس حدیث میں موجود ہیں لیکن تمام دنیا کے علماء میں سے ایک بھی اِس کا یہ ترجمہ نہیں کرتا، کیونکہ ہو ہی نہیں سکتا کہ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور جو جھُکے اُسے وہیں سے پکڑ کے، اُٹھا کے، زنجیر پھینک کے، لپیٹ لپاٹ کے آسمان پہ لے جاتا ہے، کیوں نہیں ... کیونکہ حضور اکرمؐ نے اِس مضمون کو اور بھی کھول دیا ہے۔ دو سجدوں کے درمیان ہمیں دعا سکھائی 'وَارْفَعْنِیْ' کہ اے خدا میرا رفع فرما، کیوں؟ اِس لئے کہ یاد فرمایا وہ وعدہ اللہ کو کہ تو نے اپنے رسول کی زبان سے یہ وعدہ جاری فرمایا تھا کہ بندہ تواضع کرے تو میں رفع کر لیتا ہوں، ہم تو گر گئے تیرے حضور، ناک رگڑ دی، پیشانی رگڑ دی، اِس سے زیادہ ذلّت اور کیا ہوتی ہے کسی کے سامنے، اب اپنا وعدہ پورا فرما، یہ وعدہ یاد دلا کے پھر انسان دوسرا سجدہ کرتا ہے۔ جسمانی رفع کا وعدہ یاد دلاتا ہے؟ ہرگز نہیں! روحانی رفع کا، قُربِ الٰہی کا۔

اور جہاں تک اِس آیت کا تعلق ہے 'بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ' اُس میں اہلِ نظر اور اہلِ بصیرت کیلئے ایک یہ قابلِ غور بات بھی ہے کہ اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ 'بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَى السَّمَاءِ' بلکہ اللہ نے مسیح کو آسمان پر اُٹھالیا، بلکہ یہ فرمایا 'بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ' بلکہ اللہ نے مسیح کو اپنی طرف اُٹھالیا، اب جسمانی

حرکت طرف کے تعیّن کے بغیر ممکن ہی نہیں، جب تک آپ یہ نہیں بتا سکتے کہ اُس وقت خدا کس طرف تھا، اُس وقت تک مسیح کا جسم حرکت کر ہی نہیں سکتا اور اگر کرے گا تو یہ اعلان کرتا ہوا کرے گا کہ اِس طرف تو ہے خدا، اُس طرف نہیں ہے، ورنہ ترجیع بلا مرجّح لازم آئے گی۔ آپ میری طرف آسکتے ہیں کیونکہ آپ کو میری طرف کا پتہ ہے، لیکن میری طرف ہے بھی کوئی، کیونکہ میں محدود انسان ہوں، لامحدود کی طرف کوئی نہیں ہُوا کرتی، لیکن اگر اندھیرا ہو اور میری طرف ہونے کا باوجود آپ کو علم نہ ہو تو میری آواز پر آپ نہیں سمجھ سکیں گے کہ میں کہاں جاؤں، بچّے بعض دفعہ رات کو بولتے ہیں، مائیں جانا چاہتی ہیں، وہ پھر بُلواتی ہیں کہ بولو ہم پتہ تو کریں کہ ہو تُم کہاں؟ اُس کے بغیر حرکت کر ہی نہیں سکتی۔ تو جس خدا کی طرف ہی کوئی نہیں، اُس کی طرف مسیح کا جسم گیا کیوں؟ واضح بات ہے کہ وہاں ذکر تھا لعنتی موت کا اور لعنتی پیدائش کا اور اللہ تعالیٰ نے اُس کی تردید فرمادی، کہ یہود کے ہاتھوں وہ نہیں مارا گیا اور نہ اُس کی ماں گندی تھی، اُس کی پیدائش بھی لعنتی نہیں تھی اور موت بھی لعنتی نہیں تھی۔ جو یہود کا دعویٰ تھا۔

اِسی مضمون کو دوسری جگہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ’سَلَامٌ عَلَیَّ یَوْمَ وَلَدْتُّ وَ یَوْمَ اَمُوْتُ ‘یعنی یہود کے دعویٰ کی نفی فرمارہا ہے، کہ تم کہتے ہو میری پیدائش بھی لعنتی، میری موت بھی لعنتی، اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ یہ کہو کہ جس دن میں پیدا ہوا وہ بھی سلامتی کا دن تھا اور جس دن میں مروں گا وہ بھی سلامتی کا دن ہوگا۔ اِسی مضمون میں رفع انکار کررہا ہے یہود کے دعویٰ کی کہ تم تو اُس کو لعنتی یعنی خدا سے دُور بناتے تھے اور بعینہٖ یہی عقیدہ ہے یہود کا اور نصاریٰ کا بھی کہ وہ ہماری خاطر تین دن کے لئے لعنتی ہوگیا، یعنی خدا سے دور ہوگیا، دُور کا اُلٹ کیا ہوتا ہے ’قُربِ الٰہی‘۔ ’بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ‘نے یہ مضمون کھول دیا کہ تُم تو کہتے ہو کہ وہ صلیب پر چڑھ کر ملعون ہوگیا اور خدا سے دُور چلا گیا، لیکن وہ بندہ جس نے ہماری خاطر بہت دُکھ اُٹھائے تمہارے ہاتھوں، وہ ہمارے اور بھی قریب ہو گیا اور ہمیں پہلے سے بھی بڑھ کر پیارا ہوگیا۔ یہ مضمون ہے ’بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ‘ کا نہ کہ جسمانی طور پر اُٹھائے جانے کا ذکر ہے کہیں۔

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ کریں: *** www.alislam.org/urdu ***